عربی صرف ونحو کی تدریس کے لئے
حضرت علی میاںؒ کا تعلیمی ترمیمی خاکہ

ڈاکٹر محمد شفقت اللہ رانا ☆

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ایک کثیر الجہات علمی شخصیت تھے، متعدد اسلامی علوم وفنون کے اصول وفروغ میں مہارت کے اعتبار سے وہ اس گلدستے کی مانند تھے جو گلہائے رنگا رنگ سے مرکب ومزین ہو، ان کا تعلق برصغیر کے ایک ایسے علمی و دینی خاندان سے تھا جس کے بہت سارے افراد نے دین اور علم وفن کی خدمت سے شہرہ آفاق حیثیت حاصل کی۔ تزکیۂ وارشاد، استیصال بدعات اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے عظیم مقاصد میں نمایاں کامیابیوں کے حامل حضرت سید احمد شہیدؒ اسی خاندان کے ایک بزرگ تھے۔ خود حضرت علی میاںؒ کے والد گرامی سید عبدالحی حسنیؒ بھی ایک عدیم النظیر علمی شخصیت تھے ، جنہوں نے اپنی مساعی جمیلہ سے برصغیر کے تقریباً پچاس ہزار علماء کے حالات اور ان کی تصنیفات وتالیفات کا نزھۃ الخواطر کی آٹھ جلدوں میں ریکارڈ مرتب کر کے علم وفن کے حاملینِ کو بقائے عام اور شہرت دوام کے دربار میں جگہ دی.

حضرت علی میاںؒ کے نزدیک برصغیر کی ملت اسلامیہ کی دینی خدمات اور عربی تصنیفات کی بڑی اہمیت ہے جس کا انہوں نے اپنی مختلف تحریروں میں اظہار فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں

''........ھذه الأمّة الاسلامية العظيمة ..... مثلت دوراً رائعا فى تاريخ الاسلام ' وتاريخ العلم العام ' واضافت ثروة ذات قيمة عظيمة الى مكتبة الاسلام العامة وأتحفتها لطرقٍ عالية تتجمل لها المكتبة العربية ....(١)

حضرت علی میاںؒ کو اس بات پر فخر تھا کہ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی اس عظیم وجلیل زبان کی تدریس کا آغاز ہو گیا تھا اور اس وقت سے تا امروز، برصغیر کے مسلمان کسی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان.

توقف وانقطاع کے بغیر اس کی درس وتدریس سے وابستہ ہیں اور تا حال اس میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری وساری ہے حضرت علی میاں لکھتے ہیں.

ان الهند منذ فتحها الاسلام لاتزال تدين بتدريس اللغة العربية (۲)

ایک اور جگہ پر عربی زبان کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کی وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولـم يـزل شـعـار الـمـسـلـمـيـن مـنـذ العهد الاول الاعتناء الكامل باللغة العربية ' والتعصب لها وقد حافظوا عليها كلغة التأليف والعلم (۳)

مسلمانان برصغیر روزِ اول سے عربی زبان کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہیں اور اس کے لیے ان کی طرفداری کبھی متزلزل نہیں ہوئی اور انہوں نے عربی کو (ہمیشہ) علم وفن اور تصنیف وتالیف کی زبان کی حیثیت سے اپنائے رکھا ہے.

حضرت علی میاںؒ کا خیال ہے کہ برصغیر میں گزشتہ ادوار میں درس وتدریس اور نصابی تصنیف وتالیف کے ذمہ دار افراد' نصاب سازی میں عصری تقاضوں اور معاصرانہ رجحانات' کو پیش نظر رکھتے تھے، اسلاف کی گراں قدر عربی تصنیفات کے باوجود وہ مختلف علوم وفنون کی نئی درسی کتابیں تالیف کرتے جو اپنے سے ماقبل ادوار میں تصنیف شدہ کتابوں کی نسبت طلبہ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتیں، لیکن انقلاب روزگار کے رجحانات کے مطابق نصاب کو Upto date کرنے کا یہ کام رفتہ رفتہ موقوف اور پھر بالکل منقطع ہوگیا، وہ لکھتے ہیں:

''اخلاف نے اسلاف کی تصنیفات اور قدیم نصابی کتابوں پر قناعت کی اور ان کو مضبوطی سے پکڑ لیا، حالانکہ جس اصول کے تحت ان متوسطین نے ان متقدمین کی کتابوں کی موجودگی میں نئی تصنیفات کی ضرورت سمجھی تھی، ہمارے اسلاف نے اپنی زمانہ شناسی، حقیقت پسندی اور بے تعصبی کا جونقش قائم کیا تھا، افسوس ہے کہ ہم اپنی کوتاہ ہمتی اور سہولت پسندی کی وجہ سے اس کی پیروی نہ کرسکے'' (۴)

حضرت علی میاںؒ کے دور طالب علمی میں عربی زبان کی تدریس کا آغاز قواعد کی نظری تعلیم سے کیا جاتا تھا۔ حضرت علی میاںؒ اس طریقے کو غیر فطری سمجھتے تھے، اپنے برادر بزرگوار

ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ اور شیخ تقی الدین ہلالیؒ سے گفت وشنید کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عربی قواعد کی تدریس سے پہلے طلباء کو عربی زبان کی کوئی مختصر سی آسان کتاب ضرور پڑھائی جائے، کیونکہ کسی زبان کے الفاظ سے واقفیت اور اس کے جملوں کی شد بد، اس زبان کے قواعد سمجھنے میں خام مال کا کام دیتی ہے۔ اس مسئلے پر ان کے خیالات بالکل واضح تھے اور اصلاح نصاب کے بارے میں وہ اپنے خیالات مدلل طریقے سے بیان کرتے تھے، ان کا بیان ہے:

''صرف ونحو کے قواعد'' زبان کی تشکیل کے اصول ہیں' جن کا درجہ زبان کے بعد ہے زبان کا ذخیرہ اگر کچھ نہ ہو تو صرف ونحو کے قواعد بے کار ہیں۔ مفردات، الفاظ جمل مکان کی اینٹیں ہیں اور نحو کا علم اصول تعمیر کے قواعد اور انجینیری کا فن، اگر سرے سے اینٹیں نہ ہوں تو انجینئرنگ اور اصول تعمیر کا بڑے سے بڑا علم ناکارہ اور فضول ہے'' (۵)

نوخیز طالب علموں کی اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے قصص النبیین للاَطفال اور القراءۃ الراشدہ جیسی آسان ریڈر تالیف کیں۔

برصغیر کی عربی تدریس میں ایک نقص یہ بھی تھا کہ عربی قواعد کی ابتدائی نصابی کتابیں فارسی میں تھیں، مختلف علاقوں کے طلباء جن کی مادری زبان اردو یا کوئی اور مقامی بولی ہوتی، انہیں گرائمر سیکھنے کے لیے فارسی زبان میں تالیف شدہ صرف ونحو کی کتابوں میں مغز ماری کرنا پڑتی۔ حضرت علی میاںؒ کو طلبہ کی اس مشکل کا ادراک تھا اور وہ اسے دور کرنا چاہتے تھے، ان کا بیان ہے:

''اصول تعلیم کے لحاظ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ابتدائی فنون کی پہلی رہنمائی طالب علم کی مادری زبان میں ہونی چاہیے، اس پر ابتداء میں دو بوجھ ڈالنے مناسب نہیں ،ایک نئے علم کا بوجھ، دوسرا غیر زبان کا بوجھ''(۶)

مولانا فضل محمد (م 1981) مہتمم مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر نے جب صرف ونحو میں کے طریقہ تدریس اور نصابی کتابوں کے بارے میں حضرت علی میاںؒ کی رائے معلوم کی تو انہوں نے مولانا کو لکھا:

''صرف ونحو طرز تعلیم بدلنے کی فوری وشدید ضرورت ہے' سب سے ابتدائی کتابیں

اپنی زبان میں مشق واستقراء کی اصول پرہوں''(۷)

صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں مادری زبانوں میں پڑھانے کی تاکید کرنے کے ساتھ حضرت علی میاںؒ صرفی ونحوی قواعد کے اسلوب تدریس اور طرز تعلیم کی اصلاح وتجدید پر زور دیتے تھے، صرف پڑھانے اور رٹانے کونا کافی سمجھتے، ان کا نظریہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ مثالوں، مسائل کے اجراء اور مشق ومزاولت سے قواعد، طلباء کے ذہن میں نقش، واضح اور پختہ کردیئے جائیں کیونکہ'' قواعد بغیر مشقوں اور جملوں اورعبارتوں کے نہ تو ذہن نشین کیے جاسکتے ہیں نہ جاگزین''(۸)

قواعد کی نظری تدریس کے مخالف تھے، اس بارے میں ان کی تحریروں میں کئی اشارات ملتے ہیں انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے:

''زبان کے قواعد کو زبان سے علیحدہ کر کے مجرد علمی طریقے پر پڑھانا غیر فطری ہے''
(۹)

ان کا خیال تھا کہ عربی مدارس میں قواعد کی نظری تدریس متاخرین کی تدریسی بے ذوقی کی بنا پر ہے قرون ماضیہ میں اس کا رواج نہ تھا، انہوں نے لکھا ہے:

قواعد کو زبان سے الگ کر کے نظری طور سکھانا صرف متاخرین اہل عجم کی خصوصیت ہے اہل زبان اس سے نا آشنا ہیں (۱۰)

حضرت علی میاںؒ اس بات کے قائل تھے کہ عملی مشق اور اجراء کے ساتھ قواعد کی تدریس طلباء کی آئندہ زندگی میں عملی کامیابیوں کی ضامن ہے، اس کے بغیر طلباء علمی بے بضاعتی کا شکار ہو جاتے ہیں اور تحریر وتقریر کی صلاحیتوں سے محروم ۔ انہوں نے نظری تدریس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس کا انجام یہ ہے کہ ہمارے بہت سے فضلاے مدارس اپنی دوسری صلاحیتوں کے ساتھ عربی زبان میں چند سطریں لکھنے یا چند منٹ گفتگو کر لینے پر قادر نہیں، خصوصاً جب کہ یہ گفتگو عام زندگی یا روزمرہ کی ضرورت سے متعلق ہو اور خالص دینی یا علمی بحث میں محدود نہ ہو''(۱۱)

انہوں نے برصغیر میں اسلامی تعلیم وتدریس کے ذمہ دار افراد کوخلوص و دل سوزی سے یہ حقیقت سمجھائی کہ جس طرح دنیا میں دوسری تمام زبانوں کو زندہ زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہے عربی کی تدریس کو بھی اسی معیار پر لایا جائے، وہ لکھتے ہیں:

''دنیا کی تمام زبانوں کے قواعد (صرف ونحو) مشق اور مثالوں سے پڑھائے جاتے ہیں اور ان کو عملی طور پر ذہن نشین کیا جاتا ہے۔''(۱۲)

عبارت کے بین السطور سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ عربی کے قواعد صرف ونحو بھی اسی طرح پڑھانے اور ذہن نشین کرانے چاہئیں۔ انہوں نے صرف ونحو کی تدریس میں روا رکھی جانے والی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے.

''ہمارے یہاں عرصہ دراز سے صرف ونحو کو زبان سے الگ کر کے پڑھایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شرح جامی اور شروح الفیہ تک پہنچ جانے والے اور ادھر شافیہ اور اس کی شروح تک عبور کرنے والے طلباء جو صرف ونحو کے دقائق اور باریکیاں جانتے ہیں، نہ صحیح لکھ سکتے ہیں، نہ بول سکتے ہیں اور بعض اوقات عبارت تک غلط پڑھتے ہیں، یہ سب اس کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے پیراکی کا فن پانی سے باہر سیکھا ہے، جب ان کو دریا میں گھسنے کا موقع ملتا ہے تو اصول شناوری جو انہوں نے نظری طور پر سیکھے تھے کچھ کام نہیں آتے۔''(۱۳)

تدریس صرف ونحو کا اصلاحی خاکہ حضرت علی میاںؒ کی تحریروں سے ہمارے سامنے آتا ہے، اس کی ایک کڑی صرف ونحو کا نصاب معقول حد تک مختصر بنانا بھی ہے، تاکہ عربی سیکھنے والے طلباء کی عمر عزیز کا طویل حصہ محض صرف ونحو کی تحصیل ہی میں نہ کھپ جائے، وہ لکھتے ہیں:

''زمانہ کی تیز رفتاری اور طبیعت عجلت پسندی کسی ایسے طویل نصاب کی متحمل نہیں ہوسکتی جو دنیاوی ضروریات کے لیے زیادہ مفید اور دین کے لیے ضروری نہ ہو۔''(۱۴)

انہوں نے دینی مدارس کے ارباب بست وکشاد پر یہ حقیقت واضح کی کہ ''جس طرح رائج الوقت غیر دینی نظام تعلیم سے دینی تعلیم کا مقابلہ کیا جائے، کہ وہ کم سے کم وقت میں زبان کی تعلیم دیتا ہے''(۱۵) لہذا دینی تعلیم میں بھی کم سے کم وقت میں عربی زبان کی مؤثر طریقے سے تعلیم

ن جائے''

حضرت علی میاںؒ صرف ونحو کی نصابی کتابوں کے بارے میں اس بات کے آرزومند تھے کہ ان کے متنی اور مشقی جملوں میں یکسانی اور یکرنگی نہ ہو، مشقی جملے اور عبارتیں خشک اور بے جان مواد سے پاک ہوں، ان کا تعلق عموماً روزمرہ زندگی اور طلباء کی دنیا سے ہو، قواعد آموزی کے لیے مثالی جملے اور نمونے کی عبارتیں، تنوع اور دلچسپی سے بھرپور ہوں۔ (۱۶)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ایک عظیم داعی تھے۔قسام ازل نے انہیں دعوت وارشاد کے ذوق کا بہرۂ وافر عطا فرمایا تھا، دین اسلام سے ان کی وابستگی اور رسول کریمؐ، اللہ کی ذات سے ان کی شیفتگی ووارفتگی کے عالم کو حیطۂ تحریر میں لانا شاید ممکن نہ ہو، کیونکہ پیرانہ سالی کے باوجود بھی ان کے اسلامی جذبوں کا تلاطم جوبن پر رہا، وہ بڑے مقصدیت پسند اور ادب برائے اسلام کے قائل تھے۔صرف ونحو کی درسی کتابوں کے بارے میں ان کی یہ رائے تھی کہ ان کے متنی الفاظ اور مشقی جملے اسلامی ذہنیت کے عکاس اور دینی رجحانات کے آئینہ دار ہوں، ان جملوں اور مشقوں کے ذریعے دینی اقدار اور اسلامی تہذیب وثقافت کے احساسات کو اجاگر کیا جائے۔ (۱۷)

عربی صرف ونحو کی تدریس سے متعلق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی مختلف تحریروں کے مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ صرف ونحو کے قدیم طرز تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے تھے، نیز وہ اس بات کے قائل تھے کہ قواعد کی ابتدائی کتابیں مادری زبان میں پڑھائی جائیں۔ وہ صرف ونحو کے قواعد کو نظری کے بجائے اطلاقی طریقے سے پڑھانے کی تاکید کرتے تھے۔قواعد کی مشق اجراء قواعد کی مشق اور عملی اجزاء پر بالخصوص ان کی توجہ تھی۔ وہ صرف ونحو کے بھاری بھرکم نصاب کے بجائے، مختصر مگر مؤثر نصاب لاگو کرنے کے خواہاں تھے۔انہوں نے صرف ونحو کی تدریس میں مہارت اور دلچسپی رکھنے والے مخلص اساتذہ کے کردار کو سراہا ہے۔ (۱۸)

وہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ صرف ونحو کی نصابی کتابوں میں قرآنی الفاظ وآیات اور احادیث واقوال صحابہ کے اقتباسات سمو دیے جائیں، تاکہ صرفی ونحوی مسائل کے ادراک

کے ساتھ ساتھ طالب علم کتاب وسنت کے متون اور اصحاب رسول کے کلام بلاغت نظام کی تاثیر وبرکت سے بھی مستفیض ہوں۔

☆----------☆

حوالہ جات وحواشی

۱۔ المسلمون فی الھند، ص ٦

۲۔ القراءۃ الراشدہ، ص ۵

۳۔ المسلمون فی الہند ص، ۴۵

۴۔ تمرین الصرف، تالیف مولانا مثنی الندوی، الندوی میں پیش لفظ از مولانا ابوالحسن علی ندوی، ص۴

۵۔ میری علمی اور مطالعاتی زندگی از سید ابوالحسن علی ندوی مشمولہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

٦۔ پیش لفظ تمرین الصرف، ص، ۴

۷۔ مکاتیب، ۲٦۵، مشمولہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حیات وافکار کے چند پہلو

۸۔ پیش لفظ، تمرین الصرف، ص۴

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ معلم الانشاء عبدالماجد ندوی مقدمہ از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ص ۱۰

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ مقدمہ تمرین الصرف، ص۴

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ پیش لفظ تمرین النحو، ص۳

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ مقدمہ معلم الانشاء، ص۱۰

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ پیش لفظ تمرین النحو، ص۴۔

☆______________☆